بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ نمبر:44

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ

امت مسلمہ کے لیے بہترین نمونۂ عمل

مرتب: مولانا محمد ظاہر حسین رضوی

ناشر: مجلس علماے جھارکھنڈ

ڈائریکٹر: محمد ابوہریرہ رضوی مصباحی

بیادگار
رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ
زیرسرپرستی حضرت مفتی مجاہد حسین رضوی مصباحی
زیرصدارت حضرت مفتی انور نظامی مصباحی
زیرحمایت حضرت مولانا قطب الدین رضوی
زیرہدایت حضرت مولانا عرفان عالم مصباحی
زیرعنایت حضرت حافظ عبد المبین رضوی
زیرقیادت حضرت مولانا حبیب عالم رضوی
سوغات جمعہ
مجلس ادارت
مفتی شاہد رضا مصباحی
مفتی قطب الدین رضا مصباحی
مولانا طارق انور مصباحی
مولانا طفیل احمد مصباحی
مفتی صفی اللہ مصباحی
مفتی داؤد علی مصباحی
مولانا ابوہریرہ مصباحی
مفتی فیضان سرور مصباحی
مفتی شہباز احمد مصباحی
مجلس مشاورت
مولانا حسیب اختر مصباحی
مفتی ناصر حسین مصباحی
مفتی عالم نوری مصباحی
مفتی سخاوت علی مصباحی
مفتی امام الدین مصباحی
مفتی پرویز عالم مصباحی
مفتی فیض اللہ مصباحی
مولانا احسان الحق مصباحی
مولانا شاداب مصباحی
مفتی رضوان احمد مصباحی
مفتی عبد الوکیل مصباحی
مفتی عاقب جاوید مصباحی
مولانا توفیق عالم مصباحی
مولانا وقار احمد مصباحی
مولانا فیضان رضا علیمی
مفتی رجب علی مصباحی
مفتی روشن ازہری مصباحی
مولانا احمد رضا مصباحی
مولانا مشاہد رضا مصباحی
مولانا شمس الزماں جامعی
مولانا مناظر حسن مصباحی
مولانا صابر علی رضوی
مفتی فیصل رضا مصباحی
مفتی شمیم اختر مصباحی
مولانا غلام ربانی مصباحی
مولانا جاوید اختر مصباحی
مولانا عطاء المصطفی مصباحی
مولانا یونس رضا مصباحی
ناشر:- مجلس علمائے جھارکھنڈ
پیشکش المصباح پرنٹنگ پریس
9199247426
6299758276

رسول ﷺ کی حیات طیبہ

امت مسلمہ کے لئے نمونہ عمل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
اما بعد
فأَعوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطانِ الرَّجيم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنۡ كَانَ یَرۡجُوا اللّٰہَ وَ الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰہَ كَثِیۡرًا
(الاحزاب :)

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارہ نور کا

درود شریف پڑھیں-------------------------------

محترم حضرات! نبی اکرم نورمجسم رحمت عالم ﷺ کے اخلاقِ حسنہ کائناتِ ارض وسماں میں سب سے اعلیٰ وارفع ہے محبوب رب کونین سیدالمرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی ذات اقدس کے اوصاف حمیدہ اور اخلاقِ حسنہ کے بارے میں کچھ لکھتے وقت نہ صرف تنگ داماں کا احساس ہوتا ہے بلکہ ایسا قلم کہاں سے لائیں جو تاجدار کائنات ﷺ کے اوصاف حمیدہ کو قلمبند کرسکیں ایسے الفاظ کہاں سے تلاش کریں جن سے مدحت مصطفی ﷺ کا حق ادا ہوسکے۔ چونکہ نبی کریم ﷺ ایسے جمال خلق اور کمال خلق سے متّصف تھے یہ بیان سے باہر ہے اس جمال وکمال کا اثر یہ تھا کہ دل آپ ﷺ کی تعظیم اور قدر و منزلت کے جزبات سے خود بخود لبریز ہوجاتے تھے چنانچہ آپ ﷺ کی حفاظت اور اجلال و تکریم میں لوگوں نے ایسی ایسی فداکاری وجاں نثاری کا ثبوت دیا جسکی نظیر دنیا کی کسی شخصیت کے سلسلے میں پیش نہیں کی جاسکتی۔

آپ ﷺ کے رفقاء اور ہم نشین اس حد تک آپ ﷺ سے محبت کرتے تھے کے انہیں گوارہ نہ تھا کہ آپ ﷺ کو خراش تک آجائے خواہ اسکے لئے اپنی گردنیں ہی کیوں نہ کٹانی پڑجائے۔ اس طرح کی محبت کی وجہ یہی تھی کہ

عادۃً جن کمالات پر جان چھڑکی جاتی تھی وہ کمالات جس قدر آپ ﷺ کو عطا ہوا تھا کسی اور انسان کو نہ ملا۔

خوشبو ہے دو عالم میں تیری اے گل چیدہ
کس منہ سے بیاں ہوں تیرے اوصافِ حمیدہ

آقا ﷺ جن کی شان میں اللہ رب العزت نے سارا قرآن نازل فرمادیا۔ قرآن شانِ محمدی حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے سراپا پُر نور سے لے کر اخلاق و کردار تک آپ ﷺ کی گفتار سے لے کر اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، چلنے پھرنے کی ایک ایک ادا تک کو قرآن میں اللہ تعالی نے بیان فرمایا ہے۔ سیرت مطہرہ ﷺ کو اہل ایمان کے لئے کامل اسوہ حسنہ، خوبصورت ماڈل قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. ترجمہ۔ بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے

درود شریف پڑھیں --

قرآن پاک میں اتباع رسول ﷺ کا حکم اور اخلاق حسنہ:

محترم حضرات ابھی ابھی مین نے قرآن مقدس کی بہت ہی مشہور معروف آیت کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

''لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا''
(الاحزاب: ۲۱)

(ترجمہ) بیشک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اب اس آیت مبارکہ کی تفسیر بھی ملاحظہ فرمائیں
صاحب تفسیر لکھے ہیں اس آیت کے متعلق

{لَقَدْ كَانَ لَكُمْ: بیشک تمہارے لئے۔} اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ سیّد المرسلین صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں پیروی کیلئے بہترین طریقہ موجود ہے جس کا حق یہ ہے کہ اس کی اقتدا اور پیروی کی جائے، جیسے غزوہِ خندق کے موقع پر جن سنگین حالات کا سامنا تھا کہ کفارِ عرب اپنی بھرپور افرادی اور حَربی قوت کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کے لئے اچانک نکل پڑے تھے اور ان کے حملے کو پَسپا کرنے کے لئے جس تیاری کی ضرورت تھی اس کے لئے مسلمانوں کے پاس وقت بہت کم تھا اور افرادی قوت بھی اس کے مطابق نہ تھی، خوراک کی اتنی قلت ہوگئی کہ کئی کئی دن فاقہ کرنا پڑتا تھا، پھر عین وقت پر مدینہ منورہ کے یہودیوں نے دوستی کا معاہدہ توڑ دیا اور ان کی غداری کی وجہ سے حالات مزید سنگین ہو گئے، ایسے ہوشرُبا حالات میں تاجدارِ رسالت ﷺ نے اپنی کیسی شاندار سیرت پیش فرمائی کہ قدم قدم پر اپنے جانثار صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُم کے ساتھ ساتھ موجود ہیں، جب خندق کھودنے کا موقع آیا تو اس کی کھدائی میں خود بھی شرکت فرمائی، چٹانوں کو توڑا اور مٹی کو اٹھا اٹھا کر باہر پھینکا، جب خوراک کی قلت ہوئی تو دوسرے مجاہدین کی طرح خود بھی فاقہ کشی برداشت فرمائی اور اس دوران اگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ نے فاقے کی تکلیف سے پیٹ پر ایک پتھر باندھا تو سیّد العالمین ﷺ کے مبارک شکم پر دو پتھر بندھے ہوئے نظر آئے۔ شدید سردی کے باوجود ہفتوں صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰه

تَعَالٰی عَنْھُمْ کے ساتھ میدانِ جنگ میں قیام فرمایا۔جب دشمن حملہ آور ہوا تو اس کے لشکر کی تعداد اور حربی طاقت کو دیکھ کر پریشان نہیں ہوئے بلکہ عزم و ہمت کا پیکر بنے رہے اور صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جب بنو قریظہ کے بارے میں خبر ملی کہ انہوں نے عہد توڑ دیا ہے تو اسے سن کر مُقدّس جبین پر بل نہیں پڑے اور منافق لوگ مختلف حیلوں کے ذریعے میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنے لگے تب بھی پریشان نہ ہوئے اور اِستقامت کے ساتھ ان تمام حالات کا مقابلہ فرماتے رہے، جنگ میں ثابت قدمی اور شجاعت دکھائی، اس میں آنے والی سختیوں کا صبر و ہمت سے مقابلہ کیا، اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کے لئے کوئی کسر نہ چھوڑی اور آخر کار اللہ تعالیٰ کی مدد سے کفار کے لشکروں کو شکست دی۔ان تمام چیزوں کے پیشِ نظر مسلمانوں کو فرمایا گیا کہ اے مسلمانو!تمہیں چاہئے کہ رسولِ کریم ﷺ کی سیرت کی پیروی کرو اور یہ بات وہ مانے گا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی یاد، اس سے امید اور قیامت کی دہشت ہوگی۔

نوٹ: یہ آیت مبارکہ اگرچہ ایک خاص موقع پر نازل ہوئی لیکن اپنے الفاظ کے اعتبار سے عام ہے اور اس موقع کے علاوہ بھی سیّد المرسَلین ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے ان تمام اُمور میں پیروی کا حکم ہے جو آپ کی خصوصیت نہیں ہیں۔ ((تفسیر. صراط الجنان))

محترم حضرات قرآن مجید کے فرمان کے مطابق ہمیں اپنی زندگی گزارنی چاہئے جس طرح قرآن مجید میں رسول کریم ﷺ سے محبت اور اطاعت کرنے کا حکم ہے ہمیں اسی طریقے سے رسول ﷺ سے محبت کرنی چاہئے تبھی ہم اللہ کے نیک بندے ہوسکتے ہیں اور سرکار مصطفیٰ ﷺ ہم سے راضی ہوں گے

اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ '' (آل عمران:۳۱)

(ترجمہ) اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

معلوم ہوا کہ حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو تاجدارِ رسالت ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُر نور ﷺ کے نقشِ قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب ﷺ کی کامل طریقے سے پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے، امین۔

درود شریف---

صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ کی محبت اور رسول ﷺ کی پیروی حدیث کی روشنی میں سماعت فرمائیں

محترم حضرات

صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیّد المرسَلین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد بنایا ہوا تھا اور ان کے نزدیک تاجدارِ رسالت ﷺ کے اَقوال، اَفعال اور اَحوال کی پیروی کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز اور کوئی نہ تھی، یہاں اسی سے متعلق صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالیٰ

عَنْھُمْ کے ۵ واقعات ملاحظہ ہوں:

(۱)... غزوۂ احزاب میں سرکارِ دوعالَم ﷺ نے حضرت حذیفہ رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ کو حکم دیا کہ کفار کی خبر لائیں، لیکن ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں، وہ آئے تو دیکھا کہ ابوسفیان آگ تاپ رہے ہیں، کمان میں تیر جوڑ لیا اور نشانہ لگانا چاہا، لیکن رسولُ اللہ ﷺ کا حکم یاد آ گیا اور رک گئے۔

(مسلم، کتاب الجهاد و السير، باب غزوة الاحزاب، ص ۹۸۸، الحديث: ۹۹(۱۷۸۸))

(۲)... پہلے یہ دستور تھا کہ جب صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْھُمْ سفرِ جہاد میں کسی منزل پر قیام فرماتے تھے تو ادھر ادھر پھیل جاتے تھے، ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مُتَفَرِّق ہونا شیطان کا کام ہے۔ اس کے بعد صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْھُمْ نے اس کی اس شدت سے پابندی کی کہ جب بھی منزل پر اترتے تھے تو اس قدر سمٹ جاتے تھے کہ اگر ایک چادر تان لی جاتی تو سب کے سب اس کے نیچے آجاتے۔

(ابو داؤد، کتاب الجهاد، باب ما يؤمر من انضمام العسكر و سعته، ۳ / ۵۸، الحديث: ۲۶۲۸)

(۳)... حضرت محمد بن اسلم رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ نہایت بڑی عمر کے صحابی تھے، لیکن جب بازار سے پلٹ کر گھر آتے اور چادر اتارنے کے بعد یاد آتا کہ انہوں نے مسجدِ نبوی میں نماز نہیں پڑھی تو کہتے کہ خدا کی قسم! میں نے رسولُ اللہ ﷺ کی مسجد میں نماز نہیں پڑھی، حالانکہ حضور اقدس ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو شخص مدینہ میں آئے تو جب تک اس مسجد میں دو رکعت نماز نہ پڑھ لے گھر واپس نہ جائے، یہ کہ کر چادر اٹھاتے اور مسجدِ نبوی میں دو رکعت نماز پڑھ کے گھر واپس آتے۔

(اسد الغابہ، باب المیم و الحاء، محمد بن اسلم، ۵ / ۸۰ ملتقطا)

(۴)... حضرت حمران بن ابان رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ کہتے ہیں: ہم حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ کے پاس تھے، آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور جب وضو کر کے فارغ ہوئے تو مسکرائے اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ میں کیوں مسکرایا؟ پھر (خود ہی جواب دیتے ہوئے) فرمایا: "جس طرح میں نے وضو کیا اسی طرح رسولُ اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تھا اور اس کے بعد مسکرائے تھے۔ (مسند امام احمد، مسند عثمان بن عفان رضی الله تعالی عنه، ۱ / ۱۳٤، الحديث: ٤۳۰)

(۵)... حضرت صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ نے اپنی وفات سے چند گھنٹے پہلے اپنی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہَا سے دریافت کیا کہ رسولُ اللہ ﷺ کے کفن میں کتنے کپڑے تھے اور حضور اکرم ﷺ کی وفات شریف کس دن ہوئی؟ (بخاری، کتاب الجنائز، باب موت یوم الاثنین، ۱ / ٤٦۸، الحديث: ۱۳۸۷)

یہ ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت اور اتباع رسول ﷺ اے کاش ہم لوگوں کی زندگی بھی اسی طریقے سے گزرتی تو ہم بھی کامیاب ہوتے

درود شریف پڑھیں۔---

سرکار مصطفیٰ ﷺ کا اخلاق حسنہ اور صبر و تحمل کا جواب نہیں

محترم حضرات میرے آقا ﷺ کی حیات طیبہ کا جب مطالعہ کرتے ہیں تب ہمیں پتہ چلتا ہے کے مذہب اسلام کی خاطر میرے آقا ﷺ نے کتنی مصائب کا سامنا کیا ہے اور کس طرح دین کی تبلیغ کی خاطر صبر و تحمل کا مظاہرہ پیش فرمایا ہے جو امت مسلمہ کے لئے نمونہ عمل ہے۔

(سفر طائف واقع)ایک مرتبہ حضور ﷺ اور صحابی رسول ﷺ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تبلیغ کے لئے ایک وادی میں تشریف لے جاتے ہیں طائف مکہ سے تقریبًا چالیس میل کے فاصلے پر خوب صورت وادی، زرخیز باغات اور پہاڑ وں سے مزین علاقہ ہے۔ مکہ کے سرداروں نے یہاں کوٹھیاں بنار کھی تھیں، قبیلہ ثقیف یہاں آباد تھا، یہ عرب کا طاقتور قبیلہ تھا، قریش کی اس قبیلہ سے رشتہ داریاں بھی تھیں، یہاں تین بھائی عبدیالیل، مسعود اور حبیب اس قبیلہ کے سردار تھے۔

بعثت نبوی کا ۱۰واں سال شوال المکرم کا مہینہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فریضہ تبلیغ کے لیے (غالبًا پیدل) یہاں پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے، دس دن یہاں قیام فرمایا، عوام و خواص کے سامنے دین اسلام پیش کیا، معززین علاقہ کے مکانوں پر تشریف لے گئے اور انہیں دعوت اسلام قبول کرنے کو کہا لیکن سب نے بے رخی کا مظاہرہ کیا آخر کار آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں کے سرداروں عبدیالیل، مسعود اور حبیب کے پاس تشریف لے گئے اور ان کے سامنے اپنے آنے کا مقصد واضح فرمایا۔ لیکن ان بدقسمتوں کی بدنصیبی تو دیکھئے کہ انہوں نے آپ کی دعوت کو نہ صرف ٹھکرایا بلکہ نہایت ہی گستاخانہ رویہ اپناتے ہوئے آپ کا مذاق اڑایا، ایک نے طنز کا نشتر چبھوتے ہوئے کہا اگر خدا تعالی نے تجھے رسول بنا کر بھیجا ہے تو وہ خانہ کعبہ کی عزت پامال کر رہا ہے دوسرے نے کہا اللہ کو تیرے علاوہ اور کوئی نہیں ملا جسے وہ رسول بنا کر بھیجتا۔ تیسرے نے آوازہ کستے ہوئے کہا اللہ کی قسم! میں تیرے ساتھ بات نہیں کرتا اگر تو واقعی اللہ کا رسول ہے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تو رسول کی شان یہ نہیں کہ اس سے بحث کی جائے اور اگر تو خدا پر جھوٹ بول رہا ہے تو میری شان یہ نہیں کہ تجھ جیسے جھوٹے سے بات کروں اس کے بعد ان بدنصیبوں نے طائف کے آوارہ گردوں لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ کوئی تالی بجاتا، کوئی سیٹی بجاتا، کوئی جملے کستا، کوئی شور مچاتا، اودھم مچاتے ہوئے آپ کو طائف کی گلیوں میں لے آئے یہاں دونوں طرف لوگ صف بنائے پتھر ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے، جب آپ کا گزر وہاں سے ہوا تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارنا شروع کیا، سر مبارک سے لے کر پائوں مبارک تک بلکہ نعلین مبارک تک آپ لہولہان ہو گئے، پنڈلیوں اور گھٹنوں پر گہرے زخم آئے۔ بدن مبارک سے خون مبارک بہتا ہوا قدموں تک پہنچا قدموں سے ہوتا ہوا نعلین مبارک تک پہنچ گیا، نعلین اور قدمین آپس میں خون کی وجہ سے چمٹ گئے۔ حضرت زید بن حارثہ آپ کو بچانے کے لئے کبھی آگے آتے کبھی دائیں بائیں اور کبھی پیچھے ان کا بھی سر لہولہان ہو گیا۔ پتھروں کے برستی بارش میں کبھی آپ بیٹھ جاتے تو طائف والے آپ کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو دوبارہ کھڑا کر دیتے، چند قدم چلتے پھر بیٹھ جاتے اور وہ دوبارہ آپ کی بغلوں میں ہاتھ ڈال کر کھڑا کرتے اور پتھر برساتے۔

لگتا ہے جب کوئی کنکر بدن پر دین کی خاطر
تو مجھ کو وادی طائف کے پتھر یاد آتے ہیں

جب آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے تو حضرت زید بن حارثہ نے آپ کو اٹھایا، قریب ہی کچھ پانی تھا وہاں لے گئے تا کہ خون کے دھبے دھوئیں، کچھ دیر بعد طبیعت کچھ سنبھلی تو قریب میں ایک باغ تھا اور انگور کی سایہ دار بیل کے نیچے تھوڑی دیر لیٹ گئے اور معبود برحق کی بارگاہ میں عابد حق پرست بن کر مناجات و دعا میں مشغول ہو گئے۔ آپ کی فریاد میں وہ تاثیر پیدا ہوا جس سے عرش بریں تک کانپ اٹھا۔ اس موقع پر آپ نے بارگاہ ایزدی میں دعا کی اے اللہ میں تجھ ہی سے اپنی بے بسی کا شکوہ کرتا ہوں، یہ مجھے رسوا کرنا چاہتے ہیں اس کا شکوہ بھی تجھ ہی سے کرتا ہوں، اے سارے مہربانوں سے زیادہ مہربان۔۔ اے

میرے پرودگار! آپ مجھے کن کے حوالے کر رہے ہیں جو مجھ سے دور ہیں جو مجھ سے منہ چڑھا کر بات کرتے ہیں۔۔ اے اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں اور اگر مجھ پر تیرا عتاب نہیں تو مجھے کسی بھی بات کی پرواہ نہیں خداوندا! تیرا تیری عافیت کا دامن بہت وسیع ہے۔۔ اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ مجھ پر تیرا غضب پڑے یا عتاب نازل ہو، تجھ ہی کو منانا ہے اور اس وقت تک منانا ہے جب تک تو راضی نہ ہو جائے۔۔" پھر آپ یہاں سے اٹھے کر، قرن الثعالب پہاڑی سامنے تھی، اوپر نظر اٹھائی بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، بادل پر نظر جمائی تو اس میں جبرائیل امین جلوہ افروز تھے اور عرض کی : یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے سن لیا، دیکھ لیا، تم نے جو کچھ فرمایا انہوں نے جیسا سلوک کیا سب کا سب دیکھ اور سن لیا۔ یہ میرے ساتھ ملک الجبال (پہاڑوں کی نگرانی پر مقرر فرشتہ) موجود ہیں آپ حکم دیجئے یہ تعمیل کریں گے۔ ملک الجبال نے عرض کی: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے آپ جو چاہیں حکم کریں میں تعمیل کروں گا آپ حکم دیں مکہ کی دونوں طرف کے پہاڑوں کو ملا کر ان تمام بے ادب اور گستاخوں کو پیس ڈالوں ؟

آپ ﷺ آزمائش کے دوہرائے پر کھڑے تھے، ایک آزمائش اہل طائف نے آپ پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے، دوسری آزمائش کہ جبرائیل امین اور ملک الجبال ان کو پیس ڈالنے کی فرمائش کے منتظر کھڑے ہیں۔ پہلا امتحان تھا صبر وضبط، تحمل وبرداشت اور استقلال کا دوسرا امتحان تھا دعویٰ رحم وکرم کا، فراخی حوصلہ اور وسعت ظرفی کا۔ اللہ کریم نے آپ کو دونوں میں کامیاب فرمایا، دریا دلی والے دل رحمت میں کرم کی ایک موج اٹھی اور اہل طائف کی قسمت کے سفینے کو پار لگا دیا، فرشتوں کو جواب دیا: (حدیث شریف) ارجوا ان یخرج اللہ من اصلابھم من یعبد اللہ ولا یشرک بہ شیئا۔ اگر یہ بد نصیب ایمان نہیں لائے تو کیا ہوا میں ان کی آنے والی نسل سے ہرگز ناامید نہیں ہوں، مجھے اللہ کی ذات پر مکمل یقین اور بھروسہ ہے کہ وہ ان کی نسلوں میں ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اللہ کی توحید کے قائل اور شرک سے بیزار ہوں گے۔

قریب ہی مکہ کے مشہور سردار عتبہ اور شیبہ بن ربیعہ کا باغ تھا، اس وقت یہ دونوں بھائی وہاں موجود تھے، انہیں غیرت آئی کہ ہمارے شہر کے ایک معزز شخص سے طائف والوں نے بہت نارواں سلوک کیا ہے، غیرت تو آئی لیکن شرم پھر بھی نہیں آئی، اخلاقی ہمت پیدا نہیں ہوئی کہ خود آکر آپ سے بات چیت کرتے۔ چنانچہ اس نے ایک غلام کو انگوروں کے خوشے دے کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ اس کا نام عداس تھا اور مذہباً عیسائی تھا۔ وہ آپ کے پاس آیا انگور پیش کیا آپ نے انگور کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو زبان مبارک پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جاری ہو گیا۔ عداس کہنے لگا یہاں کے لوگ تو الرحمٰن الرحیم نہیں کہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہاں کے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ نینویٰ۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہی نینویٰ جو میرے بھائی حضرت یونس علیہ السلام کا وطن تھا۔ وہ حیرت زدہ ہو کر پوچھنے لگا کہ آپ یونس علیہ السلام کو کیسے جانتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا میرے اور ان کے درمیان نبوت کا رشتہ ہے وہ بھی اللہ کے نبی تھے اور میں بھی اللہ کا بھیجا ہوا نبی ہوں۔ عداس یہ سن کر اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ عداس کے قبول اسلام نے گویا آپ کے زخموں پر مرہم کا کام کیا، طائف سے واپسی پر جنات کی ایک جماعت نے اسلام قبول کیا۔ ((صحیح بخاری حدیث نمبر 3231))

سفر طائف سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ کے لئے انتہائی کٹھن اور مشکل حالات بھی آئیں تو ثابت قدمی اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے چاہئے، تبلیغ کی محنت کا نتیجہ اگر وقتی طور پر نظر نہ بھی آئے تو بھی اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہئے محنت کا ثمرہ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ ضرور عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کرنے سے

انسان صابر بن جائے گا۔

درود شریف پڑھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اخلاق حسنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إن من خیارکم أحسنکم أخلاقًا)) ترجمہ "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو" چنانچہ عظمت اخلاق آخری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز ہے، سارے انبیاء اخلاق کی تعلیم دینے کے لئے دنیا میں آئے، مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس ہدایت کے آخری رسول ہیں، یا یوں سمجھئے کہ قرآنی نظریہ اخلاق ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمونہ اخلاق ہیں، جب نظریہ عمل میں ڈھلتا ہے تو کمی بیشی عموماً ہوجاتی ہے، مگر سرکار مصطفیٰ ﷺ کے اخلاق کا نظریہ جتنا معقول اور مستحکم ہے اتنا ہی مستحکم اخلاق کا نمونہ بھی ہے، اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتار جتنی پاکیزہ ہے، کردار اتنا ہی پاکیزہ نظر آتا ہے، تعلیم جتنی روشن نظر آتی ہے، سیرت اتنی صیقل دکھائی دیتی ہے، کہیں پر کوئی جھول یا کسی قسم کا کھوٹ نہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ واقعی اس اعزاز کے مستحق تھے؛ کیوں کہ وہ کون سا خلق حسن ہے جو آپ کی ذات گرامی میں نہیں تھا، حیاء جس کو تمام اخلاق میں سب سے افضل اور عظیم ترین خلق قرار دیا گیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی میں اس کے دخل کا یہ حال تھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باکرہ اور بے نکاح لڑکی اپنے پردے میں جس قدر حیا کرتی ہے اس سے کہیں زیادہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیادار تھے۔ (صحیح بخاری، ترمذی شریف)

درود شریف پڑھیں۔۔۔

رسول ﷺ کی حیات طیبہ امت مسلمہ کے لئے نمونہ عمل

آج سے چودہ سو سال قبل مکہ شریف میں حضور اکرم نور مجسم رحمت عالم ﷺ کی آمد ہوئی آپ کے اس فانی دنیا میں تشریف لانے سے پہلے ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا ظلم و بربریت قتل وغارت عام ہو چکی تھی لیکن آپ کی زندگی کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی آمد سے تمام برائیوں کا خاتمہ ہوا آپ سارے جہاں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے آپ کی ہر ایک ایک ادا بے مثل و بے مثال تھی آپ جب بھی راہ میں مظلوموں کو دیکھتے تو اسکی مدد کو پہنچتے کوئی بیمار ہو جاتا تو آپ اسکی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے آپ کے اخلاق کا یہ عالم تھا کے آپ جس طرح بڑوں کا ادب کرتے اسی طرح چھوٹوں پر شفقت بھی کرتے تھے آپ کا کلام کرنے کا انداز یہ تھا کے نہ دھیمی آواز سے کلام فرماتے نہ بلند آواز سے بلکہ اوسط میں آپ کلام فرماتے اور کبھی کبھی ایک بات کو آپ تین تین مرتبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے تاکہ سامعین تک صاف آواز پہنچ جائے اور اچھی طرح سے سمجھ لیں آپ کے اخلاص و پیکر اور ایمانداری کو دیکھ کر مکہ کے لوگوں نے آپ کو آمین کہ کر پکارا کرتے تھے کیونکہ آپ کسی کی امانت میں خیانت نہیں کرتے تھے کفار مکہ آپ کو صادق مانتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کی اخلاق حسنہ کا ثبوت یہ کہ جس شخص کو بھی آپ سے ملاقات کا اتفاق ہوا یا کوئی معاملہ در پیش آیا وہ آپ کی بارگاہ سے ہمیشہ اچھے تاثر لے کر جاتے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی محبت کا کیا کہنا وہ سب آپ ﷺ سے اتنی محبت کرتے تھے کے آپ ﷺ کے لئے مال و دولت کے علاوہ جان کی قربانی دینے کے لئے ہمیشہ تیار رہتے تھے اور

جن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شب و روز آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل تھی انکی محبت کا عالم یہ تھا کے جب آپ ﷺ وضو فرماتے تو آپ ﷺ کے جسم اطہر سے ٹپکتا ہوا پانی زمین پر گرنے سے پہلے صحابہ اپنے ہاتھوں میں یا برتنوں میں جمع کر لیتے کوئی صحابہ اس پانی کو خود بھی پیتے اور اپنے بچوں کو بھی پیلاتے کوئی تبرکاً اپنے چہرے پر جسم پر مل لیا کررے تھے جب آپ ﷺ سر مبارک کے بال ترشواتے تو صحابہ کرام بڑی عقیدت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ کر لیتے جس کی وجہ سے آج ہم لوگوں کو موئے مبارک زیارت کرنے کی نصیب ہو جاتی ہے آپ ﷺ کے پسینے مبارک پر صحابہ کرام اپنی جانیں چھڑکتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت مولی علی رضی اللہ عنہ جو چار یار ہیں ان سب کے علاوہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت کیا کرتے تھے جن کی مثالیں صبح قیامت تک دی جائے گی۔

محترم حضرات ہم لوگوں کو بھی چاہئے کے ان صحابہ کرام کی طرح اپنے نبی پاک ﷺ سے محبت کریں اور اپنی پوری زندگی ان صحابہ اور بزرگان دین و سلف صالحین کی طرح گزارنے کی کوشش کرنی چاہئے اسی میں کامیابی ہے جس نے بھی رسول ﷺ کی زندگی کو اپنا نمونہ عمل بنالیا وہ کامیابی کے منزل پر فائز ہے اور جو نبی کریم ﷺ کے اسوۃ حسنہ سے دوری اختیار کر رکھا ہے وہ آج بھی در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے ہم اپنے ناکامی پر کبھی غور و خوض نہیں کرتے بس قسمت کو کوستے رہتے ہیں آخر ہمیں کامیابی کیوں میسر نہیں ہو رہی ہے ہم جس دن سے اس پر غور و فکر کرنا شروع کر دیں گے اسی دن پتہ چل جائے گا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے قول و فعل کو ترک کر چکے ہیں قرآن و حدیث پر عمل پیرا نہیں ہیں صحابہ کرام بزرگان دین سلف صالحین علمائے کرام کے بتائے ہوئے راستے پر چلنا چھوڑ دیا ہے جس کی وجہ سے ہمیں ناکامی کا احساس ہو رہا ہے یقین جانیں اگر دل میں ان سب باتوں کا اگر گہرا اثر پڑ گیا تو دل کی دنیا بدل جائے گی اور دھیرے دھیرے صحیح راہ خود بخود اختیار ہو جائے گا اور کامیابی قدم چومے گی بس شرط ہے ہمیں رسول پاک ﷺ کی حیات طیبہ کو اپنے لئے نمونہ عمل بنانا ہے۔

* ہمیں کرنی ہے شہنشاہِ بطحا کی رضا جوئی *
* وہ اپنے ہو گئے تو رحمتِ پروردگار اپنی *

* جو کچھ بیاں ہوا یہ آغاز باب تھا *
* دو بوند ہی کافی ہے گر اثر کرے *

وما علینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

از قلم: محمد ظاہر حسین مقاموں گریڈیہ